روزنامہ **الفضل** ربوہ

ایڈیٹر: نسیم سیفی

فون ۴۴۹ | رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۱-۷۶ | بدھ ۸ ربیع الاوّل ۱۴۱۲ھ ۱۸ تبوک ۱۳۷۰ ہش ۱۸ ستمبر ۱۹۹۱ء | نمبر ۲۰۹

نیتوں کی جنت سے اعمال جنت نشان بنیں گے

"اگر تمہاری نیتیں جنت نشان ہوں گی تو تمہارے اعمال جنت نشان بنیں گے۔ اگر تمہاری نیتوں میں جہنم کی آگ ہوگی تو تمہارے اعمال بھی آگ کی وہ بھٹی بن جائیں گے جو ان میں پڑے گا وہ بھی جہنم میں مبتلا ہوگا اور جن کے وہ اعمال ہوں گے وہ بھی اسی بھٹی میں جلیں گے۔ پس نیتوں میں فتور نہ ہونے دیں اور اسی سے ہمارے معاشرے کو جنت میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"قرآن شریف کے معجزہ فصاحت و بلاغت کے جواب میں ایک دفعہ پادری فنڈر نے حریری اور ابوالفضل اور بعض انگریزی کتابوں کو پیش کیا تھا۔ مدت کی بات ہے۔ ہم نے اس وقت بھی یہی سوچا تھا کہ یہ جھوٹ بولتا ہے کیونکہ اوّل تو ان مصنفین کو کبھی یہ دعویٰ نہیں ہوا کہ ان کا کلام بے مثل ہے۔ بلکہ وہ خود اپنی کم مائیگی کا ہمیشہ اقرار کرتے رہے ہیں اور قرآن شریف کی تعریف کرتے ہیں۔ دوسرا ان لوگوں کی کتابوں میں معنیٰ الفاظ کے تابع ہو کر چلتا ہے۔ صرف الفاظ جوڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ قافیہ کے واسطے ایک لفظ کے مقابل دوسرا لفظ تلاش کیا جاتا ہے اور کلام میں حکمت اور معارف کا لحاظ نہیں ہوتا اور قرآن شریف میں التزام ہے حق اور حکمت کا۔ اصل میں اس بات کا نباہنا کہ حق اور حکمت کے کلمات کے ساتھ قافیہ بھی درست ہو۔ یہ بات تائیدِ الٰہی سے حاصل ہوتی ہے، ورنہ انسانوں کے کلام ایسے ہوتے ہیں جیسا کہ حریری وغیرہ۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۴۱)

اعلانِ نکاح

۳ ستمبر ۱۹۹۱ء کو مکرم نسیم سیفی صاحب نے عزیزم مکرم عارف احمد صاحب ابن مکرم صادق محمد صاحب اور عزیزہ مکرمہ فائزہ رشیدہ رحمٰن صاحبہ بنت مکرم حبیب الرحمٰن صاحب کے نکاح کا بیت الاحمدیہ محلہ دارالنصر میں اعلان کیا۔ حق مہر تیس ہزار روپے مقرر ہوا۔

مکرم نسیم سیفی صاحب نے خطبہ نکاح میں طرفین کو اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ وہ اپنے اجداد کے تقدس اور سلسلہ عالیہ احمدیہ میں ان کے مرتبہ کو ہمیشہ مدنظر رکھیں۔ عام طور پر لوگ اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ سلسلہ نسب کہاں اور کس بزرگ سے ملتا ہے۔ احمدیہ جماعت میں اللہ نے چاہا تو سلسلہ نسب احمدیہ جماعت کے بزرگوں سے ملایا جایا کرے گا اور اس بات پر فخر کیا جائے گا کہ ہمارا فلاں بزرگ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے کب سے تعلق رکھتے تھے اور حضرت اقدس کی نگاہوں میں ان کی کیا قدر و منزلت تھی۔

عزیزم عارف احمد حضرت میاں

باقی صفحہ ۲ پر

خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے اپنے اعمال پر بھروسہ نہ کرو

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے

"ہماری کتب میں ایک واقعہ حضرت ابو یزید بسطامیؒ کے متعلق آتا ہے اس سے ہمیں بڑا اچھا سبق ملتا ہے۔ حضرت ابو یزید بسطامیؒ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے نفس کو ہر تکلیف میں ڈالا اور دن اور رات خدا تعالیٰ کی عبادت میں گذارے اور یہ سلسلہ ۳۰ سال تک چلتا چلا گیا۔ ان تیس سالوں میں میں نے دن کی گھڑیوں کو بھی خدا تعالیٰ کی عبادت میں گذارا اور رات کو بھی اسی کے لئے قیام کیا۔ میں نے اس کی خاطر اپنے نفس کو ہر مشقت میں ڈال دیا میں بہت ہی کم سویا اور بہت ہی کم خوراک استعمال کی اور ہر قسم کی ریاضت کی لیکن ان تیس سالوں کی عبادت کے بعد ایک دن ایک وجود میرے سامنے آیا اور اس نے مجھے کہا اے ابو یزید! اللہ تعالیٰ کے خزانے عبادت سے بھرے پڑے ہیں ان میں اگر تمہاری عبادت شامل نہ بھی ہو تب بھی ان میں کوئی فرق نہیں پڑتا تم محض ان عبادتوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے قرب اور اس کی رضا کو حاصل نہیں کر سکتے (....) اگر تم اس تک پہنچنا چاہتے ہو تو (....) تمہیں اپنے اندر عاجزی، ذلت، تواضع اور اپنے آپ کو حقیر سمجھنے کی ذہنیت پیدا کرنی چاہیئے۔ تمہیں خدا تعالیٰ کے قرب اور اس کی رضا کے حصول کے لئے بہرحال یہ رستہ اختیار کرنا پڑے گا اور پھر اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کرنا ہوگا اور دینِ حق کی اصطلاح کی رو سے اخلاص کے لفظ کے معنی ہی یہ ہیں کہ ہم عبادت کریں اور سمجھیں کہ اس کے نتیجہ میں بھی اگر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا تو ہم اس کی خوشنودی اور اس کی رضا کی جنت حاصل کریں گے۔ محض اپنی عبادتوں اور کوششوں کے نتیجہ میں ہم اس کی خوشنودی حاصل کر سکتے ہیں نہ اس کی رضا کی جنت کو پا سکتے ہیں اور نہ اس کے قرب کی راہیں ہم پر کھل سکتی ہیں۔

بہرحال حضرت ابو یزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ ۳۰ سالہ عبادت کے بعد بھی خدا تعالیٰ کے منشاء کے مطابق انہیں ایک کہنے والے نے کہا تو یہی کہا کہ تم نے اگر ۳۰ سال دن اور رات عبادت کی ہے تو یہ ایک قابل تعریف فعل ہے لیکن یہ کبھی نہ سمجھنا کہ تم محض اس عبادت کے نتیجہ میں خدا کا قرب اور اس کی رضا حاصل کر سکتے ہو بلکہ اگر تم خدا تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہو تو اپنے اعمال پر بھروسہ نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو ذلیل اور حقیر سمجھو اور ہمیشہ ڈرتے رہو کہ کہیں تمہارے اعمال خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ناپسندیدہ نہ ٹھہریں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱ جنوری ۱۹۶۶ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی ۔ ربوہ
قیمت ـــ ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۸ تبوک ۱۳۷۰ ہش — ۱۸ ستمبر ۱۹۹۱ء

جو نظر غیب دیکھ سکے

ماننا اور نہ ماننا تو انسان کے اپنے اختیار میں ہے۔ چاہے تو کھلی آنکھوں نظر آنے والی چیز کا بھی انکار کر دے اور چاہے تو نہاں در نہاں اشیاء کا بھی صدقِ دل سے اقرار کر لے۔ نظر آنے والی چیز کا انکار کرے تو وہ یقیناً اپنے آپ کو نکو ہی بنالے گا۔ جو چیز سب کو نظر آتی ہے۔ اس کا وہ انکار کیوں کر رہا ہے۔ دُنیا اسے برداشت نہیں کرے گی اور اس کی بات مسترد کر دے گی لیکن وہ چیزیں جو نہاں در نہاں ہیں ان کو مان کر وہ دُنیا کو تو مطمئن نہیں کر سکتا البتہ اپنے خدا کی رضا حاصل کر سکتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے آغاز ہی میں ایمان بالغیب کا ذکر کر دیا ہے اور اسے ایمان لانے والوں کی ایک صفت قرار دیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ نظر نہ آنے والی چیزوں کو دیکھنا ہی اصل دیکھنا ہے کیونکہ ان کا دیکھنا ان کے اوصاف کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور جو شخص اشیاء کے اوصاف جان لیتا ہے اسے ماننے میں کیونکر انکار ہو سکتا ہے ایسا کرنا صدق اور تلاشِ حق کے لئے قدم اُٹھانے کے مترادف ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ ـــ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے فرماتے ہیں:۔

"ہر ایک قدم جو صدق اور تلاشِ حق کے لئے اٹھایا جاوے اس کے لئے بہت بڑا ثواب ہے اور اجر ملتا ہے مگر عالم ثواب مخفی عالم ہے جس کو دنیا دار کی آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔ بات یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ باوجود آشکارا ہونے کے مخفی اور نہاں در نہاں ہے اور اسی لئے الغیب بھی اس کا نام ہے اسی طرح پر ایمان بالغیب بھی ایک چیز ہے جو گو مخفی ہوتا ہے مگر عامل کی عملی حالت سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس زمانہ میں ایمان بالغیب بہت کمزور حالت میں ہے اگر خدا پر ایمان ہو تو پھر کیا وجہ ہے کہ لوگوں میں وہ صدق و حق کی تلاش اور پیاس نہیں پائی جاتی جو ایمان کا خاصہ ہے۔"

حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ نظر آتا ہے وہ تو نظر آتا ہی ہے۔ مزا جب ہے کہ وہ کچھ نظر آئے جو ہماری آنکھ دیکھنے سے قاصر ہے اور ہماری عملی حالت سے ظاہر ہو کہ ہم غیب کو دیکھ رہے ہیں۔

اور جو کچھ مانگتے ہیں اُن کو دے
مجھکو دے اپنی محبت کی غذا
نان و نفقہ بھی ضروری ہے مگر
کون کب تک، ہے یہاں کس کو پتہ
ـــ ابو الاقبال

وہ بے اصول اگر با اصول ہو جائے
فقیہہِ شہر کا فتویٰ فضول ہو جائے

خدا کرے کہ وہ بندہ بنے خدا نہ بنے
خدا کرے کہ کوئی اس سے بھول ہو جائے

اسے بھی عکس نظر آئے اپنے چہرے کا
اسے بھی آنکھ کی قیمت وصول ہو جائے

عجب نہیں ہے کہ میری خطاؤں کے باوصف
تری دعا مرے حق میں قبول ہو جائے

میں تیری یاد سے بہلا لیا کروں دل کو
جو بیٹھے بیٹھے طبیعت ملول ہو جائے

اگر ہو اذن تو اس جانِ ناتواں کی طرح
مرا بدن بھی ترے در کی دھول ہو جائے

ترے خیال کی خوشبو کچھ اس طرح پھیلے
یہ خار خارِ قفس پھول پھول ہو جائے

یقیں نہ آئے گا مضطرؔ ابولہب کو کبھی
کہ اس کا اپنا بھتیجا رسول ہو جائے

چوہدری محمد علی

بقیہ: صدا سے آگے

فضل محمد صاحب ہرسیاں والے کے پڑپوتے ہیں اور محترم مولوی صالح محمد صاحب واقف زندگی کے پوتے ہیں، محترم مولوی صاحب موصوف ایک لمبے عرصے تک غانا میں خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں۔

اور حضرت میاں فضل محمد صاحب کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ حضرت اقدس کے اوّلین پیروکاروں میں سے تھے اور جب آپ کی عمر پینتالیس سال کے قریب ہوئی تو آپ کو خواب میں بتایا گیا کہ عمر پینتالیس سال ہوگی اس سے فکر دامنگیر ہوئی اور آپ حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خواب بیان کیا۔ حضور اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عمر دوگنی بھی کر سکتا ہے۔ چنانچہ آپ ۹۰ سال کی عمر تک زندہ رہے

عزیزہ مکرمہ فائزہ رشیدہ رحمن صاحبہ حضرت مولوی محمد حسین (سبز پگڑی والے) رفیق حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بیٹے مکرم صوبیدار میجر محمد حنیف صاحب کی نواسی ہے۔ حضرت مولوی محمد حسین کو حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے آسٹریلیا میں بیت الاحمدیہ کا سنگِ بنیاد رکھنے کی تقریب میں خاص طور پر آسٹریلیا بلایا تھا اس کے بعد جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر بھی آپ کو یاد فرمایا اور حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے احبابِ جماعت کو فرمایا کہ یہ لوگ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے "کپڑے" ہیں ان سے برکت حاصل کریں۔ چنانچہ جماعت کے احباب نے حضور انور کے ارشاد کے مطابق آپ سے مصافحہ کیا اور آپ کو چھوا۔

مکرم نسیم سیفی صاحب نے طرفین کو

باقی صـ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اولاد کی تربیت

اولاد کی تربیت کے تعلق میں پہلی بات یہ ہے کہ مرد دیندار عورتوں کے ساتھ شادی کریں۔ اور ہر ماں خود دیندار بننے کی کوشش کرے کیونکہ بے دین ماں دینی تربیت کی اہلیت نہیں رکھتی بلا شبہ قرآن مجید یہ بھی فرماتا ہے کہ خدا مُردوں میں سے زندے پیدا کر دیتا ہے اور زندوں میں سے مُردے پیدا کر دیتا ہے اور اس طرح بعض اوقات بُرے ماں باپ کے بچے نیک ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات اچھے ماں باپ کے گھر میں بُرے بچے بھی جنم لے لیتے ہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے ایک طرف ہوشیار کرنے کے لئے اور دوسری طرف مایوسی سے بچانے کے لئے قرآن مجید میں ان کی بعض مثالیں بھی بیان کی ہیں کہ کس طرح ایک بُرے گھر میں اچھا بچہ پیدا ہو گیا۔ اور ایک اچھے گھر میں بُرا بچہ نکل آیا۔ مگر عام قاعدہ یہی ہے کہ نیک اولاد پیدا کرنے اور اولاد کو اچھی تربیت دینے کی جو اہلیت ایک نیک ماں رکھتی ہے وہ ہرگز ہرگز ایک بے دین ماں کو حاصل نہیں ہوتی۔ خاکسار راقم الحروف نے بڑے غور کی نظر سے ہزاروں گھروں کے حالات کو دیکھا ہے اور گویا ان کے اندرون خانہ میں جھانک جھانک کر تجسس کی نظر دوڑائی ہے۔ مگر میں اس کے سوا کسی اور نتیجہ پر نہیں پہنچا کہ نیک اولاد پیدا کرنے اور نیک بچے بنانے میں ظاہری اقتدار کے ماتحت ۹۰ فی صدی حصہ دیندار ماؤں کا ہوتا ہے۔ اچھی ماؤں کی نگرانی میں پرورش پانے والے بچے نہ صرف دن رات اپنی ماں کے نیک اعمال یعنی نماز، روزہ، تلاوت قرآن، صدقہ و خیرات، جماعتی کاموں کے لئے چندے، خدا رسول کی محبت، دینی غیرت وغیرہ کے نظارے دیکھتے ہیں بلکہ جس طرح وہ اپنی ماں کے اعمال کو دیکھتے ہیں۔ اسی طرح ان کی ماں بھی شب و روز ان کے اعمال کو دیکھتی ہے اور ہر خلاف اخلاق بات اور ہر خلاف شریعت حرکت پر ان کو ٹوکتی اور شفقت و محبت کے الفاظ میں انہیں نصیحت کرتی رہتی ہے۔

ماں کا یہ فعل جو اس کی اولاد کے لئے ایک دلکش شیریں اسوہ ہوتا ہے اور ماں کا یہ قول جو کہ بچوں کے کانوں میں شہد اور تریاق کے قطرے بن کر اترتا چلا جاتا ہے۔ ان کے گوشت پوست اور ہڈیوں تک میں سرایت کر کے اور ان کے خون کا حصہ بن کر انہیں گویا ایک نیا جنم دے دیتا ہے کاش دنیا اس نکتہ کو سمجھ لے۔ قوموں کے لیڈر اس نکتہ کو سمجھ لیں۔ خاندانوں کے بانی اس نکتہ کو سمجھ لیں۔ گھر کا آقا اس نکتہ کو سمجھ لے، بچوں کی ماں اس نکتہ کو سمجھ لے اور کاش بچے بھی اس نکتہ کو سمجھ لیں، کہ اولاد کی تربیت کا بہترین فطری آلہ ماں کی گود ہے۔ پس اے احمدیت کی فضا میں سانس لینے والی بہنو اور بیٹیو! اور اے آج کی ماؤں اور اے کل کو ماں بننے والی لڑکیو! اگر قوم کو تباہی کے گڑھے سے بچا کر ترقی کی شاہراہ کی طرف لے جانا ہے تو سنو اور یاد رکھو کہ اس نسخہ سے بڑھ کر کوئی نسخہ نہیں کہ اپنی گودوں کو نیکی کا گہوارہ بناؤ۔ اپنی گودوں میں وہ جوہر پیدا کرو جو بدی کو مٹاتا اور نیکی کو پروان چڑھاتا ہے جو شیطان کو دور بھگاتا اور انسان کو رحمان کی طرف کھینچ لاتا ہے۔

ماں کی نیکی کے بعد خود اولاد کی تربیت کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ اس ضمن میں سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ بچے کی تعلیم و تربیت کا زمانہ کس وقت سے شروع ہونا چاہئیے اس معاملہ میں اکثر ماں باپ اس خطرناک غلطی میں مبتلا ہوتے ہیں کہ بچپن کو کھیل کود اور آزادی اور بے قیدی کا زمانہ قرار دیتے ہیں۔ جب بچہ ذرا بڑا ہو گا تو پھر اس کی تربیت کا وقت آئے گا۔ یہ نظریہ سخت مہلک اور دین حق کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکیداً ارشاد فرمایا۔ (کان میں ـــ) اس میں ایک زبردست دعوت کا رنگ بھی ہے جس میں گویا مخاطب کو آواز دے کر بلایا جاتا ہے کہ اسے سننے والے ادھر کان دھر اور صلوٰۃ اور فلاح کے رستے پر قدم زن ہوتا ہوا اس طرف چلا آ۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک ارشاد میں یہ صریح اشارہ ہے کہ بچے کی تربیت اس کی پیدائش کے ساتھ ہی شروع ہو جانی چاہئیے۔ یہ خیال کہ شروع میں تو بچہ کچھ سمجھتا ہی نہیں بالکل غلط اور باطل ہے۔ کیونکہ اول تو خواہ وہ الفاظ کو سمجھے یا نہ سمجھے بہرحال کسی نہ کسی رنگ میں اس کی ولادت کے ساتھ ہی تاثر و تاثیر کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور دماغ کے غیر شعوری حصے میں کچھ نہ کچھ نقش جمنے لگ جاتے ہیں

علاوہ ازیں والدین کے لئے بھی یہ سبق ہے کہ خواہ تمہارے خیال میں بچے کا یہ زمانہ غیر شعوری زمانہ ہی ہو مگر تمہیں ابھی سے اس کی تربیت کی فکر ہونی چاہیئے، کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اس کی شعور کا زمانہ کب شروع ہوتا ہے۔ پس ممکن ہے تم اسے ایک گم سم بُت سمجھ کر نظر انداز کر دو اور وہ اندر ہی اندر ماحول کا برا اثر قبول کر کے خراب ہونا شروع ہو جائے

بہرحال دین حق کی تعلیم کے مطابق بچوں کی تربیت کا زمانہ ان کی ولادت کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے اور وہ ماں باپ بڑے ہی بد قسمت ہیں جو اپنے بچہ کے چند ابتدائی سال اس غفلت میں گذار دیتے ہیں کہ ابھی وہ تربیت کے قابل نہیں ہوا بچے کی آنکھوں کے سامنے زہر آلود اور حیا سوز نظارے آتے ہیں اور نادانی سے خیال کیا جاتا ہے کہ ابھی بچہ ان باتوں کا شعور نہیں رکھتا۔ بچہ کے کانوں میں خلاف شریعت باتیں پہنچتی ہیں اور بیوقوفی سے فرض کر لیا جاتا ہے کہ بچہ ابھی ان باتوں کو نہیں سمجھتا اور نہیں جانتا اور اس سارے عرصہ میں ایک زہری فصل کا بیج بچے کے دل و دماغ میں بویا جا رہا ہوتا ہے۔ بے شک بچہ بسا اوقات اس بیج کی سمیت کو نہیں پہچانتا مگر زہر پھر بھی زہر ہے اور اندر ہی اندر اپنا کام کرتا چلا جاتا ہے۔ پس اولاد کی تربیت کا دوسرا سبق یہ ہے کہ ان کی ولادت کے ساتھ ہی ان کی تربیت کا خیال شروع کر دو اور خواہ وہ نظام تمہاری بات سمجھیں یا نہ سمجھیں تم یہی سمجھو کہ وہ تمہارے ہر فعل کو دیکھ رہے اور ہر قول کو سن رہے ہیں یہ ایک نہایت لطیف نفسیاتی نکتہ ہے جو ہمیں سکھایا گیا ہے اور ہر باپ اور ہر ماں کا فرض ہے کہ وہ بچوں کے متعلق اپنے تربیتی پروگرام کو اس نکتہ کی روشنی میں مرتب کرے۔

دیکھو یہ ایک بہت موٹی سی بات ہے کہ جس مذہب نے یہ تعلیم دی ہے کہ خاوند اور بیوی بچہ کی ولادت سے بھی پہلے آپس میں ملتے ہوئے اپنے ہونے والے بچہ کے متعلق شیطان سے دور رہنے اور خدا کی پناہ میں آنے کی دعا مانگیں کیا وہ بچہ کی ولادت کے بعد اسے کئی سال تک تربیت اور اخلاقی نگرانی کے بغیر رہنے دے گا۔

اس کے بعد بچہ کی بلاواسطہ تربیت کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔ اس کے متعلق یہ سوال کہ بچے کو کیا تربیت دی جائے ایک طے شدہ سوال ہے۔ ہماری ساری تربیت اخلاقی اور روحانی بلکہ ایک حد تک جسمانی اور مالی کا بھی مکمل ضابطہ قرآن شریف میں موجود ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور قولی تشریح احادیث صحیحہ ہیں۔ پس ہمارے لائحہ عمل کا تو کوئی سوال نہیں پہلے سے موجود ہے اور اپنے ساتھ ابدی زندگی کی اجارہ داری لے کر آیا ہے۔ پس تربیت کے ضابطہ کی تلاش کا تو کوئی سوال نہیں۔ ہاں یہ سوال ضرور ہے کہ بچوں کی تربیت سے تعلق رکھنے والی بہت سی باتوں میں سے کن باتوں کو مقدم کیا جائے۔ سو اس کے متعلق میں اپنے اس مختصر مضمون میں کچھ کہوں گا۔

ایمان کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ ایمانیات کی بنیاد غیب پر ہے۔ یعنی بعض ایسی نہ نظر آنے والی چیزوں پر ایمان لانا جو انسان کے اخلاق اور روحانیت کی تکمیل کے لئے ضروری ہیں۔ یہ چیزیں خدا اور اس کے فرشتے اور اس کی کتابیں اور اس کے رسول اور یوم جزاء و سزا اور تقدیر خیر و شر ہیں۔ ہم میں سے ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ ان سب چیزوں پر جو جسم کی آنکھوں سے تو نظر نہیں آتیں مگر دل اور دماغ کی روشنی سے دیکھی جاتی ہیں ایمان لائے کیونکہ ان پر ایمان لانے کے بغیر انسان کے دین کی عمارت اور انسان کے عمل صالح کی بنیاد مکمل نہیں ہو سکتی۔ پس احمدی ماؤں کا پہلا فرض اپنی اولاد کو اس بنیادی ایمان پر قائم کرنا ہے۔ ہر احمدی بچے کے دل میں یہ بات راسخ ہونی چاہیئے کہ میرا ایک خدا ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور جو میرا حاکم و مالک ہے اور مجھے اس کے ساتھ ذاتی تعلق قائم کرنا چاہیئے ہر احمدی بچے کے دل میں یہ بات راسخ ہونی چاہیئے کہ دنیا کے نظام کو چلانے کے لئے خدا نے فرشتے بنائے ہیں۔ جو بظاہر نظر نہ آنے کے باوجود لوگوں کے دلوں میں نیکیوں کی تحریک کرتے اور بدیوں سے روکتے ہیں۔ ہر احمدی بچے کے دل میں یہ بات راسخ ہونی چاہیئے کہ خدا نے دنیا میں وقتاً فوقتاً لوگوں کی ہدایت کے لئے مختلف کتابیں نازل کی ہیں اور ان سب میں سے آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن مجید ہے جس پر عمل کرنے کے بغیر انسان نجات نہیں پا سکتا۔ ہر احمدی بچے کے دل میں یہ بات راسخ ہونی چاہیئے کہ لوگوں کو پیغام ہدایت پہنچانے اور ان کے لئے پاک نمونہ بننے کے لئے خدا رسول بھیجتا رہا ہے اور ان میں سے آخری صاحب شریعت

باقی ص ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انور اقبال سیفی

نسیم سیفی

محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ شوکت

۱۴ مارچ کی شب اچانک جب یہ اطلاع ملی کہ میری پیاری پھپھو اس دنیا سے رخصت ہو گئی ہیں تو دل کی جو کیفیت تھی وہ بیان سے باہر ہے۔ بیمار تو وہ کافی عرصہ سے تھیں ہی لیکن جس ہمت اور طاقت سے انہوں نے بیماری کا مقابلہ کیا وہ قابل داد تھا۔ اس مرتبہ بیماری نے شدت اختیار کر لی اور وہ ہم سے جدا ہو گئیں

ہمارے خاندان کی وہ ایک مثالی شخصیت تھیں۔ نیک، دیندار اور سب کے ساتھ پیار کرنے میں وہ اپنی مثال آپ تھیں۔ مجھے اپنی تعلیم کے دوران ایک لمبا عرصہ ان کے پاس رہنے کا موقع ملا۔ اس سارے عرصہ میں انہوں نے ہمیشہ میری حوصلہ افزائی کی اور مجھے ماں کا سا پیار رہا۔ میں جس روز اپنی تعلیم کے حصول کی خاطر انگلستان کے لئے روانہ ہوا۔ اس روز ان کا دیا ہوا پیار مجھے زندگی بھر یاد رہے گا۔ اس روز انہوں نے نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ میرے ابا جان اور امی جان کی طرف سے بھی پیار دیا۔ جن کو میں آنے سے پہلے جلدی میں نہ مل سکا تھا۔ اس پیار میں وہی مٹھاس تھی جو ایک ماں کے پیار میں ہوتی ہے چونکہ پھپھو کو میری امی جان سے بہت پیار تھا۔ بچپن ہی سے۔ اس لئے بھی انگلستان میں تعلیم کے دوران اس پیار نے میری ڈھارس بندھائی اور حوصلہ دیتے رکھا۔ اس کے بعد غالباً دو برس پہلے جب وہ جلسہ سالانہ پر آئیں (لندن) تو ملاقات کا موقع ملا اور ان کے ساتھ ادھر ادھر گھومے پھرے۔

اس وقت ان کی صحت خاصی کمزور ہو چکی تھی لیکن کسی دوسرے کو کبھی یہ احساس نہ ہونے دیا کہ کمزور اور بیمار ہیں۔ کیا پتہ تھا کہ ان کے ساتھ یہ آخری ملاقات تھی۔

اب جب بھی خیال آتا ہے کہ پاکستان واپسی پر وہ ہنستا مسکراتا چہرہ ایک بار پھر گلے لگا کر پیار کرنے کے لئے موجود نہ ہو گا تو عجیب سی کیفیت ہوتی ہے۔

انہوں نے کبھی کسی کو حقیر نہ سمجھا اور سب کی عزت کی۔ یہی وجہ ہے کہ سب جاننے والے ان کی عزت کرتے۔ بشمول اور بہت سی خوبیوں کی وجہ سے میرے ابا جان نے ان کو قبیلہ کی سرداری کا خطاب دے رکھا تھا وہ اس کی حقدار بھی تھیں۔

اب جبکہ وہ ہم میں نہیں ہیں ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ان کو اپنے جوارِ رحمت میں بلند مقام عطا کرے اور سارے خاندان کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے۔ اور سارے خاندان کو ان کے نقشِ قدم پہ چلنے کی توفیق دے

حضرت ماسٹر عطا محمد صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے گھر ۲۸ نومبر ۱۹۲۴ کو جو بچی پیدا ہوئی اسے یہ فخر حاصل تھا کہ اس کی والدہ حضرت رحیم بی بی صاحبہ جو پیدائشی احمدی تھیں نے اپنے بچپن میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو پنکھا کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضرت جی آپ کھڑکی کے پاس آجائیں تو میں آپ کو پنکھا کروں۔ چنانچہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کھڑکی کے پاس تشریف لے گئے اور کہا "لو بی بی میں یہاں آگیا ہوں اب تم مجھے پنکھا کرلو"۔ اس بچی کی والدہ ہرسیاں سے قادیان آیا کرتی تھیں۔ ہفتوں اور بعض اوقات مہینہ بھر حضرت اقدس کے گھر میں رہا کرتی تھیں۔ میں نے سنا ہے کہ جب وہ آیا کرتی تھیں تو حضرت اماں جان گھر میں ارشاد فرمایا کرتی تھیں کہ اب برکت آگئی ہے (ان کا نام برکت بی بی تھا) باورچی خانہ ان کے حوالے کر دیا جائے۔ چنانچہ ایک دفعہ جب میری خالہ جن کے خاوند فوت ہو گئے تھے، کی تعزیت کے لئے حضرت اماں جان ان کے گھر گئیں۔ اور باتوں باتوں میں یہ ذکر ہوا کہ آپ کی طبیعت کچھ زیادہ ٹھیک نہیں ہے تو ایک خادمہ نے عرض کی کہ آپ آج نہ آئیں۔ یہ سن کر حضرت اماں جان نے فرمایا کہ یہ وہ لڑکی ہے جو بیوہ ہوئی ہے جس کی والدہ (برکت بی بی) میری عاشق تھی۔ یہ کس طرح ممکن تھا کہ مجھے پتہ چلتا کہ ان کا خاوند فوت ہو گیا ہے اور میں تعزیت کے لئے فوری طور پر ان کے گھر نہ آتی۔

حضرت ابا جی کے گھر ۲۸ نومبر کو پیدا ہونے والی بچی کو یہ فخر بھی حاصل تھا کہ اس کے نانا ابا کی عمر جب ۴۵ سال کی ہوئی یا ۴۵ سال سے کچھ کم تو خواب دیکھا کہ عمر ۴۵ سال ہو گی۔ فکر دامنگیر ہوا۔ آپ حضرت اقدس کے پاس حاضر ہوئے اور اپنا خواب سنایا۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ عمر دوگنی بھی کر سکتا ہے چنانچہ آپ ۹۰ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور حضرت امام جماعت الثانی نے ان کی وفات کے بعد اپنے ایک خطبہ جمعہ میں اس بات کا ذکر کیا کہ حضرت اقدس نے فرمایا تھا کہ عمر دوگنی بھی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ۴۵ سال کی بجائے انہیں ۹۰ سال کی عمر عطا کی۔ جہاں تک ددھیال کا تعلق ہے اس بچی کے دادا کے بھائی حضرت مولوی وزیر الدین صاحب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دعویٰ سے کافی عرصہ قبل حضور سے ذاتی مراسم رکھتے تھے۔ اور آپ کے شیدائی تھے چنانچہ حضور کے دعویٰ فرماتے ہی آپ نے بیعت کر لی اور ۳۱۳ رفقاء میں شمولیت کا اعزاز حاصل کیا۔

اس بچی کا نام امۃ الحفیظ رکھا گیا جس کے ساتھ بعد میں اس نے شوکت کے لفظ کا اضافہ کیا۔ نہ بہت زیادہ مختصر اور نہ بہت زیادہ طویل عمر پاکر ۶۷ سال کی عمر میں اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ اس ۶۷ سال کے عرصے میں سے کچھ وقت قادیان گذرا اور کچھ وقت لاہور، سکھر، باغبانپورہ۔ گورداسپور۔ شیخوپورہ اونچے مانگٹ۔ ربوہ، کراچی اور انگلستان میں گذرا۔ قادیان میں پیدائش ہوئی اور شروع میں چھٹی ساتویں جماعت تک وہیں رہائش رہی جس کے بعد کچھ عرصہ والد محترم کے ساتھ گورداسپور اور شیخوپورہ میں گذارا اور پھر قادیان واپس آئیں۔ وہیں مکرم چوہدری سلطان احمد صاحب طاہر آف اونچے مانگٹ حال کراچی سے شادی ہوئی اور اس کے تھوڑی ہی دیر بعد قادیان کو خیر باد کہہ کر پاکستان آنا پڑا۔ ایک عرصے تک ربوہ میں مقیم رہیں اور پھر کراچی چلی گئیں۔

جہاں تک تعلیم کا تعلق ہے صرف پانچویں چھٹی تک تعلیم حاصل کی جا سکی۔ اگرچہ قادیان میں اس وقت لڑکیوں کی تعلیم کا رجحان پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن ہم جیسے گھروں میں ابھی تک اس تبدیلی کی ہوا پورے زور سے نہیں چلی تھی۔ چنانچہ میری بڑی ہمشیرہ نے بھی پانچویں چھٹی پاس کی اور میری چھوٹی بہن نے بھی غالباً پانچویں یا چھٹی تک تعلیم حاصل کی۔ باوجود اتنی کم تعلیم ہونے کے نثر اتنی شستہ اور شگفتہ ہوتی تھی کہ اگر خدا نے چاہا تو میں کسی وقت آپ کے خطوط شائع کروں گا۔ ہر خط میں ہنستی مسکراتی تحریریں ملتی ہیں اور فطرت سے اتنی قریب کہ گویا سامنے بیٹھی باتیں کر رہی ہیں۔ جہاں تک شعری استعداد کا تعلق ہے۔ اگرچہ باقاعدہ طور پر تو شاعری کبھی نہیں کی لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ ملکہ عطا کیا ہوا تھا۔ میں خاصا پرگو شاعر ہوں مجھے کبھی ایک مصرعہ دے کر کہتیں کہ اب اس پر دوسرا مصرع لگائیے۔ میں ایسا کرنے سے قاصر رہتا اور وہ فوراً ہنستی مسکراتی دوسرا مصرع پہلے مصرعہ کے ساتھ جوڑ دیتیں۔ اس استعداد کا پوری طرح اس وقت اظہار ہوا جب ۱۹۸۴ء میں جماعت کے خلاف ایک آرڈیننس نافذ کیا گیا۔ عزیزہ مکرمہ امۃ الحفیظ شوکت نے اس موقعہ پر ایک نظم لکھی جو ان کی وفات کے بعد جب سیدنا حضرت امام جماعت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں انہی کے اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی پیش کی گئی تو حضور نے فرمایا کہ اگرچہ شعر کہتی تو نہ تھیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شعر کہنے کا ملکہ عطا کیا ہوا تھا اور حضور نے اس نظم کی تعریف فرمائی۔ یہ نظم قادیان کے اخبار "بدر" میں شائع ہو چکی ہے۔

مجھ سے سات سال چھوٹی تھیں شروع میں میرا اور میری بڑی بہن مکرمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ جو قادیان بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں آپس میں بہت پیار تھا اور امۃ الحفیظ اور ہمارے سب سے چھوٹے بھائی فیض محمد صاحب صادق کا بہت پیار تھا لیکن جب میری بڑی ہمشیرہ فوت ہو گئیں تو میری اس بہن نے میری بیوی کے ساتھ ایسے پیار اور وفاداری کا نمونہ دکھایا کہ اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ پہلے دن سے اپنی وفات کے آخری وقت تک یہ بے پناہ محبت اور وفاداری قائم رہی۔ چونکہ میری بیوی سے وہ صرف ایک سال چھوٹی تھیں اس لئے ہر وقت میری بیوی کے پاس بیٹھتیں اور اسے اپنے ذوق و شوق کے مطابق طرح طرح سنوارتیں۔ شادی کے بعد اپنے سسرال کے ساتھ ایسی وفاداری کی کہ خاوند کے تقریباً تمام بہن بھائیوں کو اپنے پاس رکھا اور ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر ہماری یہ بھابی نہ ہوتیں تو ہم تعلیم حاصل نہ کر سکتے اور گاؤں کے اسی ماحول میں رہتے جس میں ہم پیدا ہوئے تھے اور پلے بڑھے تھے اور جہاں کے لوگ اس وقت تعلیم سے بالکل بے بہرہ تھے۔ چنانچہ جس روز آخری بیماری میں مبتلا ہوئیں اور جس کے بعد انہیں بہت کم ہوش آیا وہ کراچی میں بیٹھی ربوہ میں اپنے سسرال کے کسی گھر میں بچے کی پیدائش پر بچے کے لئے سوئیٹر بن رہی تھیں۔ اون اور سلائیاں ہاتھ میں تھیں کہ طبیعت پر کمزوری غالب آنا شروع ہوئی۔ اور بے ہوشی کی کیفیت ہو گئی۔ اسی بے ہوشی میں تقریباً ایک مہینہ گذارا اور اپنے اللہ کو پیاری ہو گئیں۔

کراچی سے وہ اکثر کچھ نئے اور کچھ پرانے کپڑے گٹھڑی میں باندھ کر میری بیوی کو بھیج دیا کرتی تھیں کہ دارالیمن میں بعض مستحقین رہائش پذیر ہیں ان میں تقسیم کر دئیے جائیں۔

جہاں تک ان کی مہمان نوازی کا تعلق ہے کراچی میں وہ اس بات پر نہایت خوشی کا اظہار کرتیں کہ رمضان میں مغرب کے بعد درس ان کے ہاں ہوتا۔ اور محلے کے جتنے لوگ اس موقعہ پر حاضر ہوتے ہیں ان کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لئے روزانہ افطاری کا انتظام کیا جاتا ۔

مہمان نوازی کا جذبہ انہیں اپنی دادی اماں سے وراثت میں ملا تھا جو قادیان میں اپنی غربت کے باوجود ہر روز شام کے وقت عزیزہ امۃ الحفیظ کو ایک گھر کا کھانا دے کر بھیجا کرتی تھیں ۔ اور ہر سال میٹھے چاولوں کی ایک دیگ پکوا کر یتیموں کو کھلایا کرتی تھیں ۔ یہ جذبہ ان میں قائم رہا اور آخیر عمر تک وہ مہمانوں کی خدمت کر کے خوش ہوتی تھیں ۔

وہ کراچی میں تھیں اور میں ربوہ میں تو مجھ سے اکثر سلسلے کا لٹریچر منگواتیں کہ جن دکانوں سے میں سودا خریدتی ہوں انہیں باقاعدہ لٹریچر مہیا کرتی ہوں اور اس طرح لٹریچر مہیا کرنے کے بعد وہ دوبارہ دکانداروں سے جا کر پوچھتیں کہ انہوں نے جو لٹریچر انہیں دیا گیا تھا اس کا مطالعہ کر لیا ہے یا نہیں ۔ اگر اس کا مطالعہ کر لیا ہے تو وہ مزید لٹریچر انہیں مہیا کریں ۔

میرے ساتھ محبت کا یہ عالم تھا کہ جب کبھی انہیں اس بات کا علم ہوتا کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں ۔ وہ اکیلے کراچی سے سفر کر کے ربوہ پہنچتیں اور میری عیادت کرتیں ۔ آخری دنوں جب بہت کمزور ہو چکی تھیں قادیان کا ویزا لگوا لیا اور خیال یہ تھا کہ قادیان سے واپسی پر میرے پاس کچھ دیر ٹھہریں گی ۔ لیکن اس وقت طبیعت اتنی کمزور ہو چکی تھی کہ ڈاکٹروں نے سختی سے سفر کرنے سے منع کر دیا ۔

خطوں کے متعلق میں نے کہا ہے کہ ان کی شستہ اور شگفتہ تحریر سے یوں معلوم ہوتا تھا کہ ہر لفظ ہنستا مسکراتا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ اپنے خاندان میں یا محلے میں یا شہر میں کسی واقف کے گھر کوئی شادی ہو یا ایسی ہی کوئی اور تقریب ہو تو سب سے پیش پیش ہوتی تھیں ۔ اور سب کے لئے ہنسی اور خوشی کا سامان مہیا کرتی تھیں ۔ وفات کے بعد تمام ایسے خاندانوں نے جن سے شناسائی تھی اس بات کا ذکر کیا کہ امۃ الحفیظ کا ہنستا مسکراتا اور ہر وقت ہنسا دینے والا چہرہ آنکھوں کے سامنے ہے ۔ اس میں کیا شک ہے کہ اس نے اپنی ۶۷ سالہ زندگی خدا کے فضل سے نہایت اچھی گذاری ۔ رشتہ داروں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا ۔ ہمسایوں اور واقف کاروں کو خوشیاں مہیا کیں ۔ غریب پروری میں جو کچھ ہو سکا کرتی رہیں ۔ دین کی خدمت کے سلسلے میں بعض اوقات خطرات مول لے کر بھی اپنا دعوت الی اللہ کا شوق پورا کرتی رہیں ۔ آخری بیماری کا وقت آغا خان ہسپتال اور مشن ہسپتال کراچی میں گذارا ۔ بیماری کے اس حملے سے پہلے سات سال قبل بھی اسی بیماری کا حملہ ہوا تھا تو ان کے بڑے بیٹے سلیمان احمد طاہر انہیں علاج کے لئے انگلستان لے گئے تھے ۔ ڈاکٹروں کا خیال یہ تھا کہ اس بیماری سے جانبر ہونا محالات میں سے ہے ۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل اور ان کی قوت ارادی کے نتیجہ میں بیماری کے پہلے حملے کے بعد وہ سات سال زندہ رہیں ۔

قوت ارادی کی جو میں نے بات کی ہے اس کا یوں بھی اظہار ہوتا ہے کہ آخری بیماری میں جو ایک مہینے پر ممتد رہی انہوں نے ایک لمحہ کے لئے بھی مایوسی کا اظہار نہیں کیا ۔ جیسے ہی اور جب ہوش آیا ۔ آنکھیں کھولیں اور نہایت دھیمی آواز میں کوئی بات کی تو اس سے ہمیشہ پرامید ہونے کا احساس ہوا ۔ وفات سے چند لمحے پہلے انہوں نے اپنے ایک ہونٹ کو اپنے دانتوں میں دبایا اور یوں لگتا تھا کہ کسی مشکل بات کو برداشت کر رہی ہیں لیکن نہ چہرے پر مایوسی کے آثار تھے اور نہ لفظی طور پر کوئی ایسی بات منہ سے نکالی ۔ بچوں نے اس بیماری میں جو ان کی خدمت کی اور جسے میں نے خود کراچی میں جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھا میں کہہ سکتا ہوں کہ دنیا کی کوئی ماں اس سے زیادہ کی توقع نہیں کر سکتی ۔ دن رات وہ خدمت میں مصروف رہے اور علاج کے سلسلے میں پانی کی طرح پیسہ بہایا ۔ یہ بات بھی ان کی تربیت کا ہی نتیجہ تھی ۔ جب وہ فوت ہو گئیں تو ان کے ایک بیٹے نے مجھے ربوہ ٹیلیفون پر وفات کی یوں اطلاع دی ۔ ماموں جان ! امی بالکل پرسکون ہیں انہیں اس وقت کوئی تکلیف نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم پورا ہو چکا ہے ۔ یہ وہ الفاظ تھے جو نہایت تحمل اور برداشت کے ساتھ ان کے بیٹے ڈاکٹر داؤد احمد طاہر صاحب نے کہے ۔ لجنہ اماء اللہ کراچی نے جو قرارداد منظور کی اس کے چند فقرات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں

محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ متقیہ ، نیک صالحہ اور مخلص خاتون تھیں اور دین متین کی شیدائی تھیں ۔ نیکی کے کاموں میں ہمیشہ شمولیت اختیار کرتی تھیں ، ہمیشہ لجنہ اماء اللہ کی دامے درمے ، قدمے اور سخنے خدمات بجا لانے کی سعادت حاصل کرتی رہیں ۔ کچھ عرصہ بطور نگران بھی کام کرتی رہیں ۔ ......

...... خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کے خاوند اور بچے بھی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمات بجا لانے میں پیش پیش ہیں اور آپ کی تربیت کا ہی نتیجہ تھا کہ آپ کے ایک صاحبزادے مکرم ڈاکٹر داؤد احمد طاہر صاحب کو کئی سال تک بطور واقف زندگی (ڈینٹل سرجن) افریقہ میں نمایاں خدمات بجا لانے کی سعادت حاصل ہوئی ۔

اور سب سے اہم بات جو نہ صرف ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے ایک سرمایہ ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں میرے لئے بھی ایک نہایت قیمتی اثاثہ ہے وہ ہے سیدنا حضرت امام جماعت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تعزیت کا خط جس میں حضور نے فرمایا ۔

" آپ کی ہمشیرہ محترمہ امۃ الحفیظ شوکت صاحبہ کی وفات کا بہت افسوس ہے (ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں) اللہ تعالیٰ عزیقِ رحمت فرمائے میں ان کو اچھی طرح جانتا ہوں ۔ بہت مخلص اور نیک خاتون تھیں ان کی اولاد بھی (جیسا کہ اللہ نے چاہا) بہت مخلص اور احمدیت کی فدائی ہے ۔ آپ میری PATIENT (زیر علاج) بھی تھیں اس لئے ان کے تعلق کی نوعیت کی وجہ سے دل کی گہرائیوں سے ان کے لئے دعا نکلتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ان کے بچوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور محترم سلطان طاہر صاحب کو اس صدمہ کے برداشت کرنے کی ہمت عطا کرے ۔ میری طرف سے سب عزیزوں کو اظہار ہمدردی اور دلی تعزیت کا پیغام پہنچا دیں "۔

اور حضور کو اس خط کے لکھنے کے بعد یہ خیال آتا رہا کہ معلوم نہیں یہ خط ملا بھی ہے یا نہیں ۔ چنانچہ حضور نے ایک مکتوب گرامی کے ذریعے مجھ سے استفسار فرمایا کہ تعزیت کا خط مل گیا ہے یا نہیں ۔

ایک اور مکتوب گرامی میں فرمایا :۔

" آپ کی ہمشیرہ (اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے) کا منظوم کلام بھی ملا ۔ امید ہے آپ سب کو میری طرف سے تعزیت نامہ مل چکا ہوگا ۔ اللہ تعالیٰ (وفات یافتہ) کے درجات بلند فرمائے ان کو (جیسا کہ خدا نے چاہا) شعر کہنے کی عادت نہیں تھی ۔ لیکن معلوم ہوتا ہے خدا تعالیٰ نے ملکہ ودیعت کیا ہوا تھا ۔ بہت اچھے شعر ہیں ۔ اللہ تعالیٰ (وفات یافتہ) پر رحم فرمائے اور عزیقِ رحمت فرمائے ۔ آپ کو اور سارے خاندان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے "۔ ضمنی طور پر میں

اس بات کا اظہار کرنا بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ میری بہن نے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت میں جس شغف کا اظہار کیا اس کے نتیجہ میں بڑی بیٹی امۃ الحکیم جو میرے بڑے بیٹے ظفر اقبال کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہے نے کراچی یونیورسٹی سے ایم ایس سی کیا اور دوسری پوزیشن حاصل کی ۔ عزیزم سلیمان احمد طاہر جن سے میری بیٹی جمیلہ بشریٰ بیاہی گئیں نے ۔ ایم ۔ بی ۔ اے کیا ۔ ڈاکٹر داؤد احمد طاہر نے ڈینٹل سرجری کی اور کچھ عرصہ گیمبیا میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے خدمات سر انجام دیں ۔ ان کے ساتھ ان کی بیگم شگفتہ بھی تھیں ۔ عزیزم مسعود احمد نے بی کام کیا اور ان کی شادی حضرت حافظ صوفی غلام محمد صاحب مارشس والوں کی ایک پوتی سے ہوئی ۔ طاہرہ شمیم جن کا رشتہ چوہدری نصیر احمد صاحب آف لاہور سے ہوا نے ۔ ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس کیا اور آصفہ طاہر جو ان کی سب سے چھوٹی بیٹی ہے اس وقت کراچی یونیورسٹی میں ۔ ایم ۔ ایس سی کر رہی ہے ۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اتنی ٹیلینٹڈ (TALENTED) ہے کہ گذشتہ دنوں ایک تنظیم طلباء نے ایک خاص تقریب کے موقعہ پر آصفہ کو ٹیلینٹڈ سٹوڈنٹ کی شیلڈ عطا کی ۔ حقیقت یہ ہے کہ عزیزہ امۃ الحفیظ کو اللہ تعالیٰ نے نیک ، محبت کرنے والے ، اور مؤدب اور لائق بچے عطا کئے ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کے درجات کو ہمیشہ بلند کرتا رہے اور ہم سب پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے ۔

اگرچہ میری یہ ہمشیرہ مجھ سے سات سال چھوٹی تھی لیکن میں اکثر اس سے کہتا تھا کہ مرا جی چاہتا ہے کہ آپ کو باجی کہوں ۔ یہ اس کے پیار اور اس کے دل میں میری قدر کا ایک ہلکا سا عکس تھا جو میرے دل میں منعکس ہوتا تھا اور مجھے پیار اور قدر کی وجہ سے اس بات پر مجبور کرتا تھا کہ میں اسے باجی کہوں ۔ وہ اکثر کہتی کہ میں تو آپ سے کئی سال چھوٹی ہوں ۔ آپ مجھے باجی کیوں کہیں مجھے یہی اچھا لگتا ہے کہ آپ میرا نام پکاریں ۔ وفات سے کچھ عرصہ قبل جب صحت بہت کمزور ہو گئی اور دبلی ہو گیا کہ گویا ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا ہے اور اپنی ایک چند ماہ کی گول مٹول پوتی کو گود میں لے کر تصویر کھنچوائی اور مجھے بھیجتے ہوئے لکھا بڑھاپا اور بچپن ۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ اب میں اتنی کمزور ہو گئی ہوں کہ آپ سے بڑی لگتی ہوں اب اگر آپ چاہیں تو مجھے باجی کہہ لیا کریں ۔ کیونکہ اب میں آپ کی باجی ہی لگتی ہوں ۔

میرے دل میں اس کے پیار اور اس کی قدر کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ سارے گھر کو جس میں میرے بچے اور ان کی فیملیاں اس کے بچے اور ان کی فیملیاں اور بعض دیگر قریبی رشتہ دار بھی شامل تھے اس نے یوں یکجان کو رکھا تھا کہ سب کے سب ہر بات کے لئے اس کی طرف دیکھتے تھے ۔ اس نے ان سب کو پیار دیا اور ان سب سے پیار لیا ۔ اور میں اس کیفیت کے پیش نظر اپنے قبیلے کی سردارنی کہا کرتا تھا ۔ اس میں کیا شک ہے کہ اس میں وہ تمام صلاحیتیں موجود تھیں جو ایک سردارنی میں ہونی چاہئیں اور وہ واقعی ہمارے قبیلے کی سردارنی تھی ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب (امریکہ) لکھتے ہیں :۔

بفضلِ خدا۔ آپ کو خصوصی توفیق مل رہی ہے۔ اداریے مختصر۔ عام فہم زود اثر اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے بابرکت کلام کے اقتباسات سے مرصع جب پڑھتا ہوں تو آپ کے لئے دعا نکلتی ہے۔ اہم امور کی طرف بہت مناسب انداز میں توجہ دلائی جا رہی ہے۔ "بات تو لو پھر منہ سے نکالو" بڑا پسند آیا۔

محترم حافظ قدرت اللہ صاحب لندن سے لکھتے ہیں :۔

میرے محترم برادرم جناب نسیم سیفی صاحب

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

اب دن بدن نظر بھی کمزور ہو رہی ہے اور صحت بھی بگر شکر ہے کہ جلسہ میں اپنے ایک کرم فرما دوست کی مہربانی سے تینوں دن شامل ہونے کا موقعہ مل جاتا رہا۔ گو کثرت پیشاب کی اور کچھ دل کی تکلیف تو رہی مگر شکر ہے کہ وقت اچھا ہی گذر گیا اور حضور سے فیضیاب ہونے کا موقعہ ملا۔ ہاں آپ کی کمی محسوس ہوتی رہی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

مجھے تو ایک عرصہ سے بچے مجبور کر رہے ہیں کہ میں زندگی کا آخری وقت کینیڈا میں گذاروں۔ مگر کچھ تو بیماری کی وجہ سے ہمت ہی نہیں پڑتی۔ اور کچھ اور مجبوریاں بھی کہ لندن چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ انجام بخیر کرے اور اپنا فضل شامل حال رکھے۔ حضور کی شفقت بھی بڑی کشش کا ہی موجب ہے۔ اللہ اس میں برکت دے۔ عزیز عطاء المجیب راشد صاحب بھی بڑا خیال رکھتے ہیں اور مجھ گنہگار کی خدمت کا حق ادا کرتے ہیں۔ اللہ انہیں جزا دے زندگی کے اس دور میں کبھی کبھی اپنے پرانے کاغذات کی چھانٹی بھی ہوتی رہتی ہے چنانچہ پچھلے دنوں آپ کے چند ایک محبت بھرے خطوط بھی ملے اور کچھ نظمیں بھی۔ پھر ایک میرے نام شکوہ کے رنگ کی ایک نظم بھی تھی جسے پڑھ کر لطف آیا اور پرانی یادیں تازہ ہو گئیں کہاں آپ کا وجود باجود اور کہاں ہم جیسوں کی یاد! اللہ ہی آپ کو جزا دے۔ اس کی نقل میں نے ابھی ابھی آپ کے خط سے کی ہے وہ ارسال بھی کر رہا ہوں۔ تاکہ ثبوت رہے۔ باقی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ آپ کے لئے تو ہم سب دعائیں کرتے ہیں۔ اللہ آپ کے ارادوں کو بلند رکھے اور آپ کو اپنے فضلوں سے نوازتا رہے۔ (جلسہ اس دفعہ بفضلہ بہت اچھا رہا۔ فقط

حافظ قدرت اللہ لندن

برادرم حافظ صاحب۔

خط میں تاخیر اس قدر تاخیر

دوستی کا تو یہ نہیں ہے شعار

جس کی تھی آپ سے نہ کچھ امید

آپ اس سے بڑھے قدم دو چار

جب سے احباب نے بتایا ہے

جب سے میں نے سنی ہے یہ گفتار

کہہ کے لندن کو خیرباد اب آپ

ہیں ہولنڈا کے واسطے تیار

سوچتا ہوں کہ یہ خبر سچ ہے؟

سوچتا ہوں کہ یہ ہیں کیا اسرار؟

اس قدر ہو اہم خبر اور پھر

مجھ کو لکھی نہ جائے وہ اک بار

خط کی قیمت ہی کیا ہے بندہ نواز!

ایک چھ پنس بھی ہے کوئی بار

دوستی ہے تو ہے نبھانا فرض

ورنہ کہہ دیجیے آج ہی یکبار

"شاعرِ بے نوا کا دوست ہو کون"

"اب ہمیں اس سے کچھ نہیں سروکار"

آپکا

نسیم سیفی

بقیہ : صـ۳ سے آگے

رسول، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو تمام نبیوں کے سردار اور افضل الرسل ہیں۔ . . . ہر احمدی بچے کے دل میں یہ بات راسخ ہونی چاہیئے کہ موت کے بعد ایک اور زندگی بھی ہے جس میں جزا سزا کی تیاری کے لئے انسان کو اپنے اعمال کا جواب دہ ہونا پڑے گا۔ اور بالآخر ہر احمدی بچے کے دل میں یہ بات بھی راسخ ہونی چاہیئے کہ روحانی ہدایت ناموں کے علاوہ دنیا کا مادی کارخانہ بھی خدا ہی کے بنائے ہوئے قانونی قضا و قدر کے ماتحت چل رہا ہے۔ خواہ وہ قانون خیر سے تعلق رکھتا ہے یا شر سے۔ یہ سب باتیں ہر احمدی بچے کے دل میں بچپن سے ہی اس طرح راسخ ہونی چاہئیں کہ بعد کی زندگی کا کوئی طوفان خواہ وہ کتنا ہی خطرناک ہو اسے اس عقیدہ سے متزلزل نہ کر سکے اور احمدی بچوں کے دلوں میں حسن قول اور حسن فعل کے ذریعے یہ ایمان پیدا کرنا احمدی ماؤں کا کام ہے۔ اگر پانی جیسی سیال چیز قطرہ قطرہ گر کر پتھر جیسی سخت چیز میں دائمی نقش پیدا کر سکتی ہے تو ماں کی شب و روز کی نصیحت بچوں کے دلوں میں کیوں یہ غیر فانی ایمان پیدا نہیں کر سکتی مگر آجا کے بات وہیں آجاتی ہے کہ ماں خود نیک اور دیندار ہو۔

ایمان کے بعد اعمال کا مرحلہ ہے جس میں سے دو بنیادی عملوں کو منتخب کیا گیا ہے۔ ان میں ایک نماز ہے اور دوسرے انفاق فی سبیل اللہ۔ یعنی خدا کے رستہ میں خرچ کرنا۔ اور حق یہ ہے کہ یہ دو عمل حقیقتاً دین کی جان ہیں اور باقی سب اعمال انہی دو عملوں کی شاخیں۔ اور انہیں دو نہروں کے راجباہے ہیں۔ نماز خدا کا حق ہے جو خدا کے ساتھ بندے کا ذاتی تعلق قائم کراتا اور اس کے عظیم الشان پاور سٹیشن کے ساتھ بندے کے دل کی تاروں کو ملا کر اس کے سینے میں ایک دائمی شمع روشن کر دیتا ہے اور دوسری طرف انفاق فی سبیل اللہ بندوں کا حق ہے جس کے ذریعے نہ صرف جماعت اور قوم کے مشترکہ کاموں یعنی دعوت الی اللہ اور تعلیم وغیرہ کا بوجھ اٹھایا جاتا ہے بلکہ امیروں کی دولت کا ایک حصہ کاٹ کر غریبوں کی حالت کو بھی بہتر بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اگر غور کیا جائے تو یہی دو باتیں یعنی نماز اور انفاق فی سبیل اللہ ساری دینی تعلیم کا خلاصہ ہیں۔ خدا سے ذاتی تعلق پیدا کرو اور جماعتی کاموں میں حصہ لو۔ دلوں میں خدا کی محبت کی لو لگاؤ اور خدا کے دیئے ہوئے رزق میں سے قوم کا اور اپنے غریب بھائیوں کا حصہ نکالو۔

پس ایمان قائم کرنے کے بعد ماؤں کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ اپنے بچوں میں یہ دو بنیادی نیکیاں راسخ کرنے کی کوشش کریں۔ یعنی ایک تو ان کے دل میں بچپن سے ہی نماز کا شوق پیدا کریں اور اس کا عادی بنائیں اور دوسرے بچوں میں یہ عادت پیدا کریں کہ وہ جماعتی کاموں میں حصہ لیں اور کچھ نہ کچھ رقم خواہ وہ کتنی ہی قلیل ہو اپنے ہاتھ سے چندہ کے طور پر دیا کریں۔ نماز پڑھتے ہوئے ان کے دل میں یہ احساس ہو اور اس احساس کا پیدا کرانا ماؤں کا کام ہے کہ ہم خدا کے سامنے کھڑے ہو رہے ہیں وہ ہمیں دیکھ رہا ہے اور ہم اسے دیکھ رہے ہیں۔ اور چندہ دیتے ہوئے وہ یہ محسوس کریں کہ ہم اپنی قوم اور جماعت کا بوجھ بٹا رہے ہیں اگر یہ دو ظاہری عمل اور یہ دو باطنی جذبے احمدی ماؤں کے ذریعے احمدی بچوں میں قائم ہو جائیں تو خدا کے فضل سے ہماری جماعت کا مستقبل محفوظ ہے۔ اسی لئے قرآن مجید نے اس حکم کو اپنے بالکل شروع میں بیان کیا ہے۔

پس اے احمدی ماؤں! اے دین حق کی بیٹیو! آج سے اس بات کا عہد کرو۔ کہ تم نے اپنے بچوں میں یہ دو نیکیاں بہر حال پیدا کرنی ہیں۔ تم نے انہیں نماز اور دعاؤں کا پابند بنانا ہے اور ان میں ایک خدائی جماعت کا فرد ہونے اور اس کے لئے وقت اور مال کی قربانی کرنے کا جذبہ پیدا کرنا ہے۔

(یہ مضمون حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کا تحریر فرمودہ ہے۔ حالات کے مطابق اس میں بعض چھوٹی چھوٹی لفظی تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ ایڈیٹر)

○

صدقے اُس ذات کے اکھانا ہے لفظوں کے دیئے

بھر مرے نالوں کو اِک رنگِ غزل دیتا ہے

زیست کیسی بھی گراں بار گراں مایہ رہے

وقت انسان کے حالات بدل دیتا ہے

پہلو ہیرے سے ہیں خوشبو و لطافت گل کی

اُن کا ہر لفظ ہمیں کیفِ غزل دیتا ہے

دینے والے کو بھی ہے خوب بھروسہ ہم پر

جو بھی غم دیتا ہے وہ جان گسل دیتا ہے

"خدمتِ دین کو اِک فضلِ الٰہی جانو"

اُس کا احسان ہے توفیقِ عمل دیتا ہے

گر ہیں ماں باپ میسّر تو سنوارو عقبیٰ

دو جہانوں میں وہ اس نیکی کا پھل دیتا ہے

دستِ قدرت کو گوارا نہیں سرکش ہونا

سر جو گستاخی سے اُٹھتا ہے کچل دیتا ہے

کبھی مر مر کے، کبھی مٹی کے کچے پکّے

عشق مر جائے پہ اک تاج محل دیتا ہے

امۃ الباری ناصر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفین نو

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفین نو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور وہ بڑے ہوکر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

عطاء الحی خاور ابن بشارت احمد چوہدری
ربوہ

راشد محمود ابن فضل عمر محمود
بنھور کالونی میرپور خاص سندھ

طاہر شہزاد ابن نصیر احمد
گیہ کالونی ضلع کوٹلی آزاد کشمیر

زہیب احمد بلال ابن مبشر احمد درانی
ربوہ

حسن علی عابد ابن محمد کریم عابد
کراچی

ہارون احمد عدیل ابن داؤد احمد
ربوہ

اسد احمد راجہ ابن شاہد احمد راجہ
کراچی

حامد احمد راجہ ابن راجہ مبارک احمد
کراچی

عتیق احمد مبشر ابن محمد یونس خالد
ربوہ

طلعت جبیں بنت خادم حسین
فضل عمر ہسپتال ربوہ

توصیف منصور ابن ڈاکٹر منور احمد
سکرنڈ ۔ سندھ

جری اللہ ظفر ابن ظفر اللہ خان طاہر
ربوہ

مرزا اسد محمود ابن مرزا خالد محمود
ربوہ

لقمان احمد ابن مسعود احمد
نصیرہ ضلع گجرات

احمد علی سرمد ابن چوہدری حامد علی
لاہور

مدثر احمد ابن منیر احمد باجوہ
ربوہ

جاوید احمد ابن منیر احمد باجوہ
ربوہ

محمد فاتح الدین ابن عبدالباسط
کراچی

ہشام ناصر مرزا ابن ناصر احمد
چک نمبر ۴۴ ۳ ، ضلع ساہیوال

محمد مبین احمد ابن محمد حسین شاہد
علی پور ضلع مظفر گڑھ

ذکی احمد ابن امجد علی
بشیر آباد ۔ سندھ

نوید الرحمٰن ابن فضل الرحمٰن
فیصل آباد

قرۃ العین بنت رشید احمد
کراچی صدر

رضوان احمد ابن رشید احمد
کراچی صدر

حسان احمد ابن شیخ مبشر احمد
گلشن راوی لاہور

ابراہیم احمد ابن سلطان احمد
الحمرا پارک سرگودھا

لقمان احمد ابن محمد بوٹا باجوہ
لاہور

ولید احمد ناصر ابن سعید احمد ناصر
ربوہ

شازیہ سنبل باسمہ بنت شفیق احمد قیصر
ربوہ

عائشہ طلعت بنت نصیر احمد بھٹی
بشیر آباد ۔ سندھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تکبّر خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے

ارشادات سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"مَیں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبّر سے بچو کیونکہ تکبّر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے۔ مگر تم شاید نہیں سمجھوگے کہ تکبّر کیا چیز ہے۔ پس مجھ سے سمجھ لو کہ مَیں خدا کی روح سے بولتا ہوں۔ ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اُس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہُنرمند ہے وہ متکبر ہے کیونکہ وہ خدا کو سرچشمہ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے۔ کیا خدا قادر نہیں کہ اس کو دیوانہ کر دے اور اس کے اُس بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے اس سے بہتر عقل اور علم اور ہنر دیدے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ وحشمت کا تصور کرکے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے وہ بھی متکبر ہے۔ کیونکہ وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ یہ جاہ وحشمت خدا نے ہی اُس کو دی تھی، اور وہ اندھا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وہ خدا قادر ہے کہ اس پر ایک ایسی گردش نازل کرے کہ وہ ایکدم میں اسفل السافلین میں جا پڑے اور اُس کے اس بھائی کو جس کو وہ حقیر سمجھتا ہے اُس سے بہتر مال و دولت عطا کردے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنی صحت بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حُسن اور جمال اور قوت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزاء سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے اور اُس کے بدنی عیوب لوگوں کو سُناتا ہے وہ بھی متکبر ہے اور وہ اُس خدا سے بے خبر ہے کہ ایک دم میں اُس پر ایسے بدنی عیوب نازل کرے کہ اُس بھائی سے اس کو بدتر کر دے اور وہ جس کی تحقیر کی گئی ہے ایک مُدّتِ دراز تک اس کے قویٰ میں برکت دے کہ وہ کم نہ ہوں اور نہ باطل ہوں کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ایسا ہی وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کرکے دعا مانگنے میں سُست ہے وہ بھی متکبر ہے۔ کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سرچشمہ کو اس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا ہے۔ سو تم اے عزیزو! ان تمام باتوں کو یاد رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ اور تم کو خبر نہ ہو۔ ایک شخص جو اپنے ایک بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اُس نے بھی تکبر سے حصّہ لیا ہے۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے سُننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اُس نے بھی تکبر سے حصّہ لیا ہے۔ ایک غریب بھائی جو اُس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے اُس نے بھی تکبر سے حصّہ لیا ہے۔ ایک شخص جو دعا کرنے والے کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتا ہے اُس نے بھی تکبر سے ایک حصّہ لیا ہے ... سو کوشش کرو کہ کوئی حصّہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل وعیال سمیت نجات پاؤ۔ خدا کی طرف جُھکو اور جس قدر دنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے تم اُس سے کرو اور جس قدر دنیا میں کسی سے انسان ڈر سکتا ہے تم اپنے خدا سے ڈرو۔"

بے اولاد

مردوں کیلئے کورس 200/-
SPERMATOZOA COURSE
عورتوں کیلئے کورس 100/-
STERILITY COURSE
اٹھرا کورس 90/- ATHRA COURSE
تفصیلی لٹریچر مفت

کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون: ۶۰۶، ۶۰۷، ۷۷۱

ربوہ اور ربوہ کے گرد و نواح میں ہر قسم کی
جائیداد کی خرید و فروخت
ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے

شریف احمد بھٹی
پراپرٹی سنٹر

ریلوے روڈ رحمت بازار ۔ ربوہ
فون گھر: ۴۳۱ آفس: ۵۲۱

مُلکی خبریں

○ کنٹرول لائن کے مختلف سیکٹروں میں بھارتی فوج کی فائرنگ کا سلسلہ جاری ہے۔ کھوئی رٹہ اور نتان سیکٹر میں بھارتی فوج کی فائرنگ سے ایک شخص شدید زخمی ہو گیا۔

○ ممتاز عالم دین اور روزنامہ نوائے وقت کے دینی کالم نگار میاں عبدالرشید کو ان کی رہائش گاہ پر قتل کر دیا گیا ہے۔ ان کے بیٹے نے ان کے قتل کی ذمہ داری ایک مذہبی فرقہ پر ڈالی ہے۔

○ وزیر اعظم کا ہیلی کاپٹر شدید بارش کی وجہ سے اسلام آباد نہ اتر سکا چنانچہ ہیلی کاپٹر کو گوجر خان اتارا گیا جہاں سے وہ بذریعہ ویگن راولپنڈی پہنچے۔

○ کراچی میں یونائیٹڈ بنک میں ڈکیتی کے بعد ۶ مسلح افراد آٹھ لاکھ روپے لے گئے۔

○ سول سیکرٹریٹ لاہور میں کلرکوں کی مکمل ہڑتال ہوئی جس کی وجہ سیکرٹریٹ میں کوئی کام نہیں ہُوا۔ بعض اعلیٰ افسر ڈرائیوروں کی ہڑتال کی وجہ سے رکشے پر سیکرٹریٹ آئے۔

○ بلوچستان کے وزیر اعلیٰ میر تاج محمد جمالی نے کہا ہے کہ آئی جے آئی اور پی ڈی اے کے بڑھتے ہوئے اختلافات جمہوریت کے لئے نیک شگون نہیں ہیں۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کوآپریٹو اداروں کے بحران کو حکومت کی ذمہ داری قرار دیتے ہوئے اسے سب سے بڑی بنک ڈکیتی قرار دیا ہے۔

○ کراچی میں صدر کے علاقے سندھی مسلم ہاؤسنگ سوسائٹی میں اتوار کی علی الصبح چار مسلح افراد ایک بنگلے میں زبردستی داخل ہو گئے اور اہل خانہ کو کمرے میں بند کرکے ۱۰ لاکھ روپے کی نقدی زیور اور انعامی بانڈ لوٹ کر فرار ہو گئے۔

○ بلدیاتی انتخابات کی حلقہ بندیوں کا کام ۱۵ اکتوبر تک مکمل ہو جائے گا۔

○ امریکہ نے پاکستان کو مطلع کر دیا ہے کہ اب اسے کوئی امداد نہیں ملے گی۔ اس طرح سے پاک امریکہ تعلقات کا سنہرا باب ختم ہو گیا ہے پاکستان کی فوجی امداد کے لئے مختص ۹ کروڑ ۱۹ لاکھ ڈالر کی رقم امریکہ نے دوسرے ممالک کو فراہم کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔

بقیہ: صفحہ ۲ سے آگے

یہ باتیں یاد دلا کر تلقین کی کہ وہ اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلیں اور اپنی زندگی کو قابل رشک طور پہ نمونہ بنائیں۔ ایجاب وقبول کے بعد رشتہ کے بابرکت ہونے کی اجتماعی دُعا کی گئی۔

غیر مُلکی خبریں

○ کابل حکومت نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو مطلع کیا ہے کہ وہ افغانستان کے مسئلے کے سیاسی حل کی تلاش کے ضمن میں منعقد ہونے والے افغان گروپوں کے مذاکرات میں نجیب اللہ کو شامل نہیں کرے گی۔ یہ بات سیکرٹری خارجہ مسٹر شہریار نے بتائی۔

○ امریکہ نے عراق میں دوبارہ فوج بھیجنے کی دھمکی دے دی ہے تاہم فوج بھیجنے سے پہلے عراق کو الٹی میٹم دیا جائے گا۔

○ سری لنکا کی پارلیمنٹ کے سپیکر صدر کے سامنے ڈٹ گئے ہیں انہوں نے صدر پریماداسا پر واضح کر دیا ہے کہ ایوان میں انہیں ہٹانے کے لئے ۲۴ الزامات پر مشتمل جو تحریک پیش کی گئی ہے وہ غیر مؤثر نہیں ہوئی۔ اور اس پر ایوان میں تمام کارروائی مکمل کی جائے گی۔ واضح رہے کہ اٹارنی جنرل نے اس تحریک کو زائد المیعار قرار دے کر ختم کرنے کا مشورہ دیا تھا۔

○ برما کے ہزاروں مسلمان بھاگ کر تھائی لینڈ کی سرحد پر آگئے ہیں مسلمان مہاجروں نے بتایا ہے کہ ان کو برما کی فوج نے ملک سے باہر دھکیل دیا ہے۔

○ افغان انقلابیہ کے صدر نجیب اللہ نے یکطرفہ جنگ بندی کی پیشکش کر دی ہے۔

○ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج حریت پسندوں کے کامیاب حملوں سے بوکھلا اٹھی ہے اور اس نے بھاری نقصان کے بعد اپنی حکمت عملی تبدیل کرکے اپنے مورچے چھوڑنے شروع کر دیئے ہیں۔ چار لاکھ فوجی اب متبادل مقامات پر منتقل ہوں گے۔ حریت پسندوں کے ساتھ تازہ جھڑپوں میں ۹ فوجی ہلاک اور ۱۷ زخمی ہو گئے۔ فوجیوں کی فائرنگ سے ۴ شہری بھی شہید ہو گئے۔ بارہ مولا اور دوسرے اضلاع میں کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے۔